رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن	عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا	دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا ہے

قیمت اخبار پیشگی ۶ روپے سالانہ

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۴ | ۲۴ مارچ ۱۹۱۷ء | یکشنبہ | مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ | نمبر ۷۵

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی طبیعت کسیقدر علیل ہے اب بفضل خدا آرام ہے ۔

سید محمد اسحٰق صاحب اور حافظ روشن علی صاحب تقریب جلسہ ڈیرہ غازیخان تشریف لے گئے ہیں۔ حکیم خلیل احمد صاحب پیشتر ازیں وہاں پہونچ چکے ہیں ۔

۲۳ ماہ حال سے آریوں کا جلسہ شروع ہے۔ جسکے متعلق انشاءاللہ مفصل آیندہ لکھا جائیگا ۔

جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ اطلاع دیتے ہیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض احباب چندہ موعودہ وصیت بھیجتے وقت اپنا مفصل پتہ اور نمبر وصیت نہیں لکھتے۔ ایسا ہی ملازمت پیشہ موصی اپنے تبدیل پتہ کی اطلاع نہیں دیتے جس سے اندراجات میں دقت ہوتی ہے۔ اسلئے آیندہ از راہ کرم اپنی خط و کتابت میں...

اخبار احمدیہ

نائجیریا میں انچیو احمدی

نائجیریا کے ایک تازہ خط میں ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں

حضرت احمد مسیح موعود کی نسبت میں نہایت خوشی سے آپکو اطلاع دیتا ہوں کہ میں حضرت کے خدام میں ایک ہوں اور خونی مہدی کا پرانا جہالت کا خیال ہمارے قلوب سے دور ہو چکا ہے۔ قصبہ لیگوس میں ایک سو کے قریب احمدی ہیں۔ جماعت کا انتظام اسوقت ہمارے پیارے بھائی مسٹر اگسٹو کے سپرد ہے۔ آپ اپنی تبلیغی کوششوں میں معروف ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ انشاءاللہ کل نائجیریا احمدی ہو جائیگا ہم داعی احمدیت کے آنے کے منتظر ہیں۔ اور ان کے استقبال کی تیاری کر رہے ہیں ۔

بصرہ میں ایک عیسائی مبلغ سے گفتگو

برادر برکت علی صاحب نعیمہ سے

تحریر فرماتے ہیں کہ ۳۔ ۴ مارچ کو ایک کیمپ میں ایک مسیحی سے دیر تک مباحثہ جاری رہا۔ اور چند اور لوگ بھی ہمارے مباحثہ کو سنتے رہے۔ مسیحی نے ایک اصول پیش کیا۔ کہ اگر نبی لاولد فوت ہو۔ تو سلسلہ نبوت اسی جگہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہم نے (یعنی یہ عاجز اور ایک اور دوست جو قادیان سے بطور مبلغ یہاں رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں) اس اصول کے ماتحت جواب دیا۔ کہ اگر مسیح ابن مریم لاولد فوت ہوا ہے تو گویا اسلام کا مذہب تو سے شروع نہیں ہوا۔ یعنی حضرت مسیح پر ہی نبوت ختم ہو گئی۔ اس پر وہ سخت نادم ہوا اتفاق سے چند غیر احمدی بھی اس کی اس بات کی شہادت دینے پر تیار تھے۔ جس وقت ہم نے مسیح کا لاولد ہونا پیش کیا۔ تو اس کا رنگ فق ہو گیا اور ہم سے اسقدر عناد اور کدورت ظاہر کی۔ کہ گویا غصے سے سر پھوڑ لینے پر تیار ہے۔ ہم نے بھی آخیر پر کہدیا کہ اب تم لاجواب ہو کر چاہے سر پھوڑ لو۔ مگر پھر کبھی مجلس میں اس اصول کو پیش نہ کرنا۔ اس کے ماسوا متفرق

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

طور پر باقی مولوی بعد اسمہ احمد اور نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ مگر آخیر پر مناظر صاحب لاجواب ہو کر کھسیانا سا ہو کر رہ گیا۔ اور سخت شرمندہ ہوا۔ ایک اور بات قابل بیان یہ تھی کہ اس نے کہا کہ جسقدر ہماری جماعت جہلم میں ان پڑھ اور جاہل تھے۔ وہ قادیان سے تعلق بیعت کر چکے ہیں۔ اور جو پڑھے لکھے اور عالم تھے۔ وہ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس پر چند نام دریافت کئے گئے۔ جو اس نے بتلائے۔ جنمیں سے صرف پانچ چھ آدمی لاہور سے تعلق رکھنے والے ثابت ہوئے ٭

آٹا فنڈ ملک شیر محمد خان صاحب کے ٹ موسن سے تحریر فرماتے ہیں۔ چونکہ اس جگہ جسقدر احمدی سلسلہ کے افراد ہیں وہ نہایت غریب ہیں۔ جن کو کہا گیا ہے کہ ایک ایک برتن اپنے اپنے گھروں میں ایسا رکھ دو کہ جب آٹا گوندہنے کا وقت ہو۔ تو ایک مٹھی آٹا خدا کی سبیل اللہ اس میں ڈالدیا جاوے۔ اور جمعہ کے دن جتنا جتنا ہووے آیا کرو۔ ایک جگہ جمع کیا جایا کریگا۔ اور سہ ماہی یا ششماہی دارالامان قادیان میں وہ رقم بھیجی جایا کریگی۔ اب یہ قاعدہ چوتھے جمعہ کا جاری کیا ہوا ہے جس سے بفضل خدا ہم سیر پختہ آٹا ہو گیا ہے۔ یہ نہایت سہل طریق ہے۔ اور رقم بھی معقول نکل آتی ہے۔ اگر اس طریق کو کثرت سے رواج دیا جائے تو بہت مفید ہو سکتا ہے ٭

امرتسر کا مقدمہ آج کل امرتسر میں غیر احمدیوں کی طرف سے ایک نو احمدی پر تنسیخ نکاح کے متعلق یہ مقدمہ چل رہا ہے کہ چونکہ ہمارا داماد مسمی سراج الدین احمدی ہو گیا ہے۔ لہذا بموجب فتاوائے مولویاں کے کافر ہو گیا۔ اور کافر کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔ ۱۹ مارچ کو مولویوں کی شہادت تھی عجب اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا نظارہ نظر آ رہا تھا۔ اور مولوی شہادت دیتے وقت عجیب جھوٹ کام میں لاتے تھے۔ ایک مولوی صاحب تو منٹ منٹ میں پانی پیتے اور گھبرا کر بیٹھ جاتے تھے۔ اس کا اثر پبلک پر خوب پڑا تھا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ غیر احمدی کچہری میں [illegible] رہے تھے کہ ہمارے مولویوں سے کچھ نہیں بنا۔ یہاں کچہری میں سب کو مسلمان کر [illegible]

رہے ہیں۔ ۱۲ اپریل احمدیوں کی شہادت گذریگی احباب دعا فرماویں۔ مفصل انشاء اللہ آیندہ۔

(ایک واقف کار)

دعائے صحت برادر فضل الرحمٰن صاحب نوشہرہ ضلع پشاور سے اپنے چچا عبد الغنی صاحب کے درد گردہ میں مبتلا ہونیکی اطلاع دیکر احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں ٭

اخویم قاضی اکمل صاحب کا بڑا لڑکا بیمار ہے۔ انکی صحت یابی کے لئے بھی احباب دعا فرماویں ٭

حضرت خلیفۃ المسیح گورداسپور میں

مکرم معظم جناب شیخ یعقوب علی صاحب کی نوازش سے ہم مندرجہ ذیل سطور کے شائع کرنے کے قابل ہو سکے ہیں (ایڈیٹر)

۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء کو بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح مع بعض خدام گورداسپور کو روانہ ہوئے۔ جہاں کمشنر صاحب نے آپکو ملاقات کے لئے مدعو کیا تھا۔ روانگی سے پہلے آپ نے مسنون طریق پر اپنی غیر حاضری کے ایام میں مرکز کی انتظامی حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے فرمایا کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب مسجد مبارک میں امامت کرائیں۔ اور نواب صاحب امیر ہوں کسی قسم کے انتظامی مشورہ کی ضرورت ہو تو ان سے کیا جاوے۔ یہ انتظام کرنے کے بعد آپ روانہ ہوئے۔ نماز عصر سٹھیالی جا کر ادا کی۔ اور مغرب کی نماز گورداسپور ملک مولا بخش صاحب کے مکان پر پڑھی۔ ملک مولا بخش صاحب نے اس تقریب پر گورداسپور کے معززین اہل اسلام کو مدعو کر رکھا تھا منجملہ انکے راجہ فیض محمد خان صاحب ای۔ اے۔ سی اور شیخ دین محمد صاحب ای۔ اے۔ سی۔ شیخ مختار احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ شیخ چراغ دین صاحب پلیڈر۔ شیخ نبی بخش صاحب پلیڈر۔ ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار اور دوسرے احباب تھے ٭

پیامی پارٹی کے میاں عبد المجید صاحب لاہور سے تفص حالات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ کھانے سے پیشتر سلسلہ کلام مذہبی انقلاب کی تحریک سے شروع ہوا۔ مکالمہ میں زیادہ حصہ شیخ چراغ دین صاحب نے لیا مگر

جسقدر بھی لوگ گئے ہوئے تھے۔ شائد ہی کوئی رہا ہو جس نے اعتراض نہ کیا ہو۔ اور مجھے تو حیرت ہوتی تھی کہ یہ تعلیم یافتہ لوگوں کی جماعت ہے اور آداب مجلس کو جانتے ہونگے۔ مگر اسوقت ذرا بھی پرواہ نہ کر کے ایک ادھر سے بولتا اور دوسرا دوسری طرف سے۔ غرض قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک مختلف اعتراض کرتے رہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ان کے جوابات دیتے رہے۔ آخر انکو یہ کہنا پڑا کہ ایک مولا بخش سمندر کے سامنے چوہڑوں کی کیا حقیقت ہے۔ یہ مکالمہ بعد میں درج کیا جائیگا۔ اس مکالمہ میں نکاح کی پیشگوئی۔ پیشگوئی متعلقہ نکاح۔ مسئلہ کفر و اسلام۔ اسمہ احمد اور پیشگوئی آتھم پر اعتراضات کئے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو جامع جواب دیئے (اور جنکو انشاء اللہ اگلی اشاعت میں میں درج کر سکوں گا) ان کو پڑھ کر معلوم ہوگا۔ کہ پیشگوئیوں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے کس لطافت کے ساتھ نئی روشنی والوں کے نئے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ آخر قرار پایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایک مفصل تقریر فرماویں۔ چنانچہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۶ء کی شام کو بعد نماز مغرب شیخ مختار احمد صاحب کی کوٹھی پر ایک خاص جلسہ ہوا۔ جس میں دو گھنٹہ تک حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ اس تقریر کو مختلف حصوں میں حضور نے تقسیم کیا تھا۔ افسوس ہے کہ وقت کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے سلسلہ تقریر بند کرنا پڑا۔ اا بجے تک تمام حاضرین نہایت طمانیت اور وقار کے ساتھ آپ کی تقریر کو بیٹھے ہوئے سن رہے تھے۔ حضور نے اپنی تقریر کو متشابہات اور محکمات کی تفسیر سے شروع کیا۔ پیشگوئیوں کے متعلق قرآن کریم کا اصل بیان کرنے کے بعد آپ نے یہ بتایا کہ اسوقت دنیا کے تمام مذاہب ایک آنے والے کی خبر دے رہے ہیں۔ پھر اسلامی موعود مسیح و مہدی کی پیشگوئی کو لیا۔ اور مہدی کی احادیث کو مجروح قرار دیکر مہدی سے انکار کرنیوالوں کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور بتایا کہ کس طرح پر مختلف احادیث کو غلط فہمی سے ایک مہدی کے متعلق قرار دیکر لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر ثابت کیا کہ مہدی کا انکار کرنیوالوں نے یہاں ٹھوکر کھائی ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا انکار کر دیا ہے۔ یہ کہ وہ تمام پیشگوئیاں صحیح ثابت ہو چکی ہیں۔ یہ تقریر ان مسائل پر ایک جامع تقریر ہوتی بشرطیکہ پوری ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر کسی وقت اسکی تکمیل ہو جائیگی غرض گورداسپور کے لئے (جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۴ مارچ ۱۹۱۷ء

احمدیہ کانفرنس

احمدیہ انجمنوں کے سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحبان توجہ فرماویں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا عہد سعادت عہد جماعت احمدیہ کے لئے جن برکات اور انعامات کا موجب ہو رہا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ اور حضور کو اپنی جماعت کی ترقی اور مضبوطی کے لئے جو تڑپ اور جوش ہے وہ بھی عیاں ہے۔ اسکے لئے اسوقت تک کئی ایک نہائت مفید اور بابرکت تجاویز زیر عمل لائی جا چکی ہیں۔ جن کے نتائج نہایت خوش کن اور حوصلہ افزا نکل رہے ہیں۔ اور کچھ زیر نظر ہیں۔ جنمیں سے ایک تجویز احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ہے ٭

جس طریق سے اس دفعہ کانفرنس کے منعقد کرنے کا اہتمام صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کیا گیا ہے۔ وہ سلسلہ احمدیہ کے تاریخی اوراق پر اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ کیونکہ پیشتر ازیں اسطرح ہوتا رہا کہ سالانہ جلسے کے ایام میں ہی احمدیہ کانفرنس کے انعقاد کا وقت نکالا جاتا تھا۔ اور چونکہ جلسے کے دن لیکچروں اور وعظوں کے سننے میں صرف ہوتے تھے اسلئے عموماً رات کے وقت چند گھنٹوں کے لئے کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوتا تھا۔ جسمیں پورے اطمینان اور تسلی سے اُمور کے طے کرنے میں بہت تکلیف پیش آتی تھی۔ کیونکہ اصحاب کانفرنس دن کی مصروفیت کی تکان کی وجہ سے نیز قلت وقت کے باعث پیش ہونیوالے معاملات پر اچھی طرح غور وخوص نہیں کر سکتے تھے۔ اس نقص کو اگرچہ خاص طور پر محسوس کیا جاتا۔ اور اس کا دور کرنا ضروری بھی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جس طرح ہر ایک تجویز کے عالم خیال سے نکلکر منصۂ شہود پر آنے کا ایک وقت ہوتا ہے اسی طرح اسکے لئے بھی ایک وقت مقرر تھا۔ جواب آ گیا۔ اور گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر جبکہ کانفرنس کا اجلاس ہوا تو صدر انجمن احمدیہ کی بیرونی شاخہا کے سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحبان کی کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ کانفرنس کا اجلاس بجائے اسوقت منعقد کرنے کے ایسٹر کی تعطیلات میں ہونا چاہیئے۔ تاکہ کافی غور وخوض اور فکر و تدبّر کے بعد معاملات کو طے کرنے کا پورا موقعہ مل سکے ٭

اس قرارداد کے ماتحت انعقاد کانفرنس کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے ۷-۸-۹ اپریل ۱۹۱۷ء کی تاریخیں مقرر کی ہیں۔ اور جیسا کہ جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کی اطلاع سے ہمیں معلوم ہوا ہے تمام انجمنہائے بیرونی کو کانفرنس میں پیش ہونیوالے اُمور کا ایجنڈا فروری کے اخیر میں بھیجدیا گیا تھا جسپر مقامی طور پر غور وفکر کرنے کا کافی موقعہ میسر تھا۔ امید ہے کہ ایسا کر لیا گیا ہوگا۔ اور کانفرنس کے موقعہ پر ان امور کے مختلف پہلوؤں پر سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحبان نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالکر سال رواں کے لئے ایک مکمل دستور العمل تیار کر سکینگے ٭

کانفرنس میں پیش ہونیوالے امور کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ کانفرنس کے ایجنڈا سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ اور ہم اس کو دیکھ کر جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کی قابلیت اور فرض شناسی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے ٭

کانفرنس کے ایجنڈا میں جو سب سے پہلی بات پیش کیگئی ہے۔ وہ

احمدیہ کالج

کے قائم کرنے کا ریزولیوشن ہے۔ اسکے پاس کرنے کی کسقدر ضرورت ہے۔ اس کا جواب ہم اصحاب کانفرنس کی زبان سے سننا چاہتے ہیں۔ .. اور امید ہے کہ اسکی اہمیت اور ضرورت سب کے نزدیک مسلم ہوگی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا صرف ریزولیوشن پاس کر دینا ہمارے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس ریزولیوشن کو جلد سے جلد عمل میں لانے کی سعی اور کوشش کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ اور اس غرض کے لئے جو تجویز پیش کی گئی ہے اسکو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمت دکھانے کی حاجت ہے امید ہے کہ اس بات کو ضرور زیر نظر رکھا جائیگا ٭

دوسرا امر

تبلیغ

ہے۔ جسکے متعلق بہت سی مفید اور نتیجہ خیز تجاویز پیش کی گئی ہیں ٭

تیسرا امر

فنڈ کی اصلاح

ہے۔ جو نہایت ضروری اور قابل توجہ ہے۔ اور اس کے ضمن میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ بھی نہایت اہم ہیں ٭

ان کے علاوہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل امور درج ایجنڈا کئے گئے ہیں (۱) سوشل اصلاح (۲) مذہبی کانفرنس (۳) لازمی تعلیم (۴) احمدیہ پریس (۵) گورنمنٹ کی وفاداری (۶) بٹالہ میں مہمانخانہ ٭

ان کی اہمیت کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ان کا پیش ہونا ہی انکی اہمیت کا کافی سے بڑھکر ثبوت ہے۔ البتہ اس تجویز کے متعلق کہ اگر مقامی ضرورتیں کسی اور خطبہ جمعہ کی داعی نہ ہوں۔ تو حتے الوسع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ کو رواج دیا جائے۔ کیونکہ وہ ضروریات حاضرہ اور اصلاح جماعت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہم یہ گزارش کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس تجویز پر غور کرتے ہوئے اخبار الفضل کی اشاعت کے سوال کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ کیونکہ یہی وہ پرچہ ہے جسکو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خطبات جمعہ بالترتیب اور باقاعدہ شائع کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ اور اس وقت تک خدا کے فضل وکرم کے ماتحت علے الفضل اس خدمت کو نہایت عمدگی اور خوبی سے سرانجام دے رہا ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ بھی دیتا رہے گا

اسوقت ہم کانفرنس میں پیش ہونیوالے اُمور کا

مختصراً ذکر کرکے انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ کانفرنس کی شمولیت کو اپنا ایک بہت ضروری فرض سمجھیں۔ اور ۷۔ ۸۔ ۹۔ اپریل کے اجلاسوں میں ضرور شریک ہوں۔ کیونکہ یہ سب امور ایسے ہیں۔ کہ جن کے متعلق غور و خوض کرنا نہایت اہم اور ضروری ہے۔ اور جماعت کی ترقی اور مضبوطی کا ان سے بہت بڑا تعلق اور واسطہ ہے۔

اگرچہ جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے اپنے دعوتی رقعہ میں آپ صاحبان کو یہ اجازت دی ہے کہ اگر آپ کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکیں تو ان امور کے متعلق اپنی رائے سے مطلع فرمادیں لیکن آپ اس اجازت کو بہت محدود سمجھیں۔ اور سوائے ایسے حالات کے جو ناگزیر ہوں۔ اور کسی صورت میں بھی آنے کی اجازت نہ دیتے ہوں۔ آپ کو اس سے فائدہ اٹھانے کا خیال تک بھی دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ بلکہ شمولیت کانفرنس کے لئے پوری پوری سعی اور کوشش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گھر بیٹھ کر اور کسی امر کے ان پہلوؤں سے آگاہ ہوئے بغیر جو مجلس میں مختلف احباب کی طرف سے پیش ہوتے ہیں اظہار رائے کر دینا اسقدر اہمیت نہیں رکھتا۔ جسقدر دوسرے احباب کے خیالات اور دلائل سے واقف ہوکر رائے کا ظاہر کرنا رکھتا ہے۔ اسلئے ہر ایک انجمن کے سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحب کی یہی کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ وہ بنفس نفیس اجلاس کانفرنس میں شریک ہوں تاکہ دوسروں کے خیالات سے خود آگاہ ہوں۔ اور اپنے خیالات سے دوسروں کو آگاہ کریں۔ نیز چونکہ اس طریق سے احمدیہ کانفرنس کا یہ پہلا اجلاس ہے۔ اس لئے اس کو کامیاب اور مفید بنانے کے خیال سے بھی ضرور شریک ہونا چاہیئے۔

ہمیں امید ہے کہ ارض حرم کی زیارت کا یہ موقعہ جو ہمارے سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحبان کو ملا ہے اس سے بہرہ اندوز ہونے کی ضرور کوشش کرینگے۔ اور کوئی معمولی سی وجہ انہیں اس سے باز رکھنے کا موجب بن سکیگی۔ کیونکہ ان کا یہ سفر خدا کی راہ میں اور اسکی رضا کے حاصل کرنے کے لئے ہوگا۔ نہ کہ کسی دنیاوی مقصد اور مدعا کے لئے۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپکے کانفرنس کے اجلاس میں شامل ہونے کی توفیق دے۔ اور آپ کے راستہ سے تمام روکوں کو دور کردے۔

جنگی قرضہ

اہالیان ہند نے اسوقت تک جنگ یورپ کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ کی جو خدمات ادا کی ہیں وہ نہایت قابل قدر اور لائق ستائش ہیں۔ جانی خدمات کے علاوہ مالی امداد میں بھی جس فراخ حوصلگی اور بلند ہمتی کا ثبوت دیا گیا ہے وہ خاص طور پر ذکر کرنے کے قابل ہے۔ حال ہی میں گورنمنٹ کی طرف سے جس جنگی قرضہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں اسوقت تک تمام صوبجات ہند نے سوائے مدراس کے جہاں کی رپورٹ ابھی موصول نہیں ہوئی۔ جس شوق اور جوش کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل اعداد سے بخوبی ظاہر ہوسکتا ہے جنگی خریدنے کی درخواستیں موصول ہوچکی ہیں:

کلکتہ	۶۳ ۵۲ ۰۰۰
بمبئی	۶۸ ۸۳ ۰۰۰
صوبجات متحدہ	۴۸ ۰۰۰
پنجاب	۱۰۰ ۰۰۰
برہما	۵۶۴ ۰۰۰
بہار اڑیسہ	۲۱ ۰۰۰
صوبجات متوسط	۳۴ ۰۰۰
آسام	۴ ۰۰

صرف پنجاب اور صوبہ سرحدی میں جنگی قرضہ اور جنگی تمسکات کے لیئے اس تاریخ تک ۱۳۲۹۲۰۰ روپے کی درخواستیں آچکی ہیں۔ اور امید ہے کہ ابھی اس میں اور بہت کچھ زیادتی ہوگی۔ اسی طرح دیگر صوبجات کی رقوم میں بھی بیشی کی بہت کچھ امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اہل ہند کے دلوں میں اپنی مہربان اور محسن گورنمنٹ کی خدمت گذاری کے لئے کس قدر جوش اور ولولہ ہے۔ اور یہ جوش دن بدن کس طرح ترقی کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کو یہ قرضہ دینے کی چار صورتیں ہیں۔ ایک قرضہ لمبی میعاد کا ہے۔ یعنی اس کی ادائگی کا وقت سنہ ۱۹۲۹ء اور سنہ ۱۹۴۷ء کے درمیان ہے۔ اور سنہ ۱۹۲۹ء سے پہلے گورنمنٹ اس قسم کے قرضہ کو ادا نہیں کریگی۔ قرضہ دہندگان کو قرضہ کی مجموعی تعداد کی قیمت ۹۵ روپے فیصدی کے حساب سے ادا کرنی ہوگی۔ اس پر شرح سود بحساب پانچ روپیہ فیصدی ادا کیا جائے گا۔ قرضہ کی دوسری اور تیسری صورت متشابہ ہیں۔ اور یہ قرضہ قلیل میعاد کے لئے ہوگا۔ یعنی ایک سنہ ۱۹۲۰ء میں اور دوسرا سنہ ۱۹۲۲ء میں واجب الادا ہوگا۔ اسکی قیمت سو فیصدی ادا کرنی ہوگی۔ مگر شرح سود ۵½ فیصدی ہوگی۔ نیز یہ قرضہ انکم ٹیکس سے بھی بری ہوگا۔ قرضہ کی چوتھی صورت ایسے لوگوں کے لئے ہے۔ جو محدود رقم رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دس۔ بیس۔ پچاس اور سو روپیہ کے سرٹیفکیٹ بالترتیب ۸۔۱۲، ۱۶۔۸، ۴۲۔۸ اور ۸۵ میں خرید سکتے ہیں۔ اور پانچ سال کے بعد ان کی پوری قیمت وصول کرنے کے مستحق ہونگے۔

چوتھی صورت اسلئے رکھی گئی ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو چھوٹی سے چھوٹی رقم کا ہی مالک ہے۔ وہ بھی قرضہ میں شامل ہوکر اپنی وفاشعاری کا ثبوت دے سکے۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان لوگوں کے اس قرضہ میں شامل ہونے کے لیئے بھی کوئی صورت رکھی جاتی۔ جو مذہبی طور پر سود کا لینا ہرگز جائز اور روا نہیں سمجھتے۔ تاکہ وہ بھی اس میں نہایت خوشی کے ساتھ حصہ لے سکتے۔

انقلاب روس

روسی انقلاب حکومت کی مزید تفصیلات سے پایا جاتا ہے کہ وہاں صرف حکومت کی شخصیتوں بلکہ طریقوں کا انقلاب ہوا ہے۔ کیونکہ پہلے شہنشاہ نکولس نے اپنی اور اپنے ولیعہد کی طرف سے اپنے چھوٹے بھائی گرینڈ ڈیوک مائیکیل الیگزینڈر ورچ کے حق میں تخت سے دست بردار ہوئے۔ اور فوج کی اعلیٰ کمان گرینڈ ڈیوک نکولس کو تفویض کرنے کا اعلان کیا۔ اور بعد ازاں گرینڈ ڈیوک مائیکیل بھی تخت سلطنت سے دستکش ہوگئے۔ اور ان کے اعلان کے بموجب عارضی حکومت روسی پارلیمنٹ کی انتظامی کمیٹی کے ہاتھ میں چلی گئی جو مخلوط قومی وزارت کے ذریعہ سے کام چلا رہی ہے۔ اس طرح یورپ کی سب سے زیادہ وسیع سلطنت میں بھی جو گویا مطلق العنان شخصی حکومت کا آخری زبردست قلعہ تھی۔ یکایک محدود الاختیار

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑائی کا معیار تقویٰ ہے

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

فرمودہ ۱۶۔ مارچ ۱۹۱۷ء

ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق ۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر ذٰلک الفوز الکبیر (۸۵ – ۱۰ و ۱۱)

عیب چینی خدا تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے

انسان فخر اور بڑائی کے عیب میں جب مبتلا ہو جاتا ہے تو بہت سے گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ منجملہ انکے دوسروں کی عیب چینی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ انسان جو عیب چین ہو اور کسی مومن کو فتنہ میں ڈالے پسند نہیں ہے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ جو انعامات خدا تعالیٰ بندوں کو دیتا ہے۔ وہ محض اپنے فضل اور احسان سے دیتا ہے۔ دیکھو ایک نماز پڑھنے والے کو نماز پڑھنے کی طاقت کہاں سے ملی ہے۔ خدا تعالیٰ سے۔ انسان کی آنکھیں ہیں۔ اس کا دل ہے انگلیاں ہیں۔ غرض جتنے اعضاء ہیں جنکو انسان عبادت میں لگاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور انعام ہیں۔ اسلیئے انکے ذریعے سے جو نتیجہ برآمد ہوگا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ جس طرح کسی کو کوئی کچھ چیزیں دے اور کہے کہ تم ہماری ان دی ہوئی چیزوں کو خرچ کرو۔ اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اب جو ان سے فائدہ اُٹھائے گا۔ تو اس کا دینے والے پر کوئی احسان نہیں ہوگا۔ بلکہ دینے والے کا اسپر احسان ہوگا۔ اسی طرح انسان جب خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیزوں کو اسی کی راہ میں صرف کر کے انعام حاصل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس انعام کا نام جزا رکھتا ہے جو کہ اسکا احسان اور محض بندہ نوازی اور اپنے غلاموں کی قدر افزائی ہے کہ اسکا نام جزا رکھتا ہے۔ کیونکہ ہماری اپنی تو کوئی چیز نہیں ہر ایک چیز اسی کی دی ہوئی ہے۔

غرض جس قدر نیکیاں ہیں۔ وہ سب، درحقیقت خدا تعالیٰ کا احسان ہیں۔ انسان کی ہنرمندی کا ان میں کچھ بھی دخل نہیں لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ انکا نام جزا رکھتا ہے۔ جو صرف قدر افزائی اور مزید احسان کرنے کے لیئے ہے۔

بعض لوگوں کا بعض پر کسی قسم کا حق ہوتا ہے۔ جس کے لینے کے وہ اس لیئے حقدار ہوتے ہیں۔ کہ انہوں نے فی الواقعہ انکا کوئی کام کیا ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جو انسان کے کاموں کا اجر دیتا ہے۔ وہ اسلیئے نہیں دیتا۔ کہ انسان اس کا کوئی کام کرتا ہے۔ بلکہ وہ صرف اسلیئے انسان کا حق کہلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اوپر اسکو مقرر کر لیا ہے۔ اور خود اس کا نام حق رکھ دیا ہے۔ ورنہ بندہ کا خدا تعالیٰ پر کیا حق ہے۔ اگر کوئی انسان فرائض بھی ادا کرتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کا کوئی کام نہیں کرتا کیونکہ وہ سب طاقتیں جن کے ذریعہ فرائض کو پورا کرتا ہے انسان کو خدا ہی کی دی ہوئی ہیں پس فرائض کے ادا کرنے میں جو اجر خدا تعالیٰ دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس کا نام جزا رکھتا ہے۔ لیکن دراصل وہ بھی اسکا احسان اور انعام ہی ہے۔

دوسروں پر ہنسی کرنا خدا تعالیٰ کے انعامات سے محروم ہونیکا باعث ہوتا ہے

غرض انسان کو جو اجر بھی ملتا ہے۔ وہ سب خدا کی طرف سے انعام اور احسان ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان اسپر بیجا فخر کرے۔ اور دوسروں کی جنکو وہ چیز نہیں ملی ہوتی ہنسی اور ٹھٹھا کرے تو پھر اس سے بھی چھین لیجاتی ہے۔ دیکھو ایک بچہ کو کوئی مٹھائی یا کوئی اور ایسی چیز دیجائے جس کا دوسرے بیمار بچے کا کھانا مناسب نہ ہو۔ اور وہ بچہ اس بیمار کے پاس جائے اور اسکو وہ چیز دکھا دکھا کر چڑائے اور رلائے تو ماں باپ ہرگز یہ پسند نہیں کرینگے۔ کہ اسکے پاس وہ چیز رہنی دیں بلکہ اس سے فوراً چھین لینگے۔ تاکہ دوسرے بچہ کو تنگ کرے۔

اسی طرح اگر کسی شخص کو خدا تعالیٰ نے کوئی درجہ یا مرتبہ دیا ہو۔ یا کوئی اور انعام اسپر کیا ہو۔ اور وہ اسپر فخر کرکے اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق کو چڑائے اور انکی تذلیل و تحقیر کرے۔ تو خداوند کریم بھی جو اپنی مخلوق کے ساتھ ماں باپ سے بھی کہیں زیادہ محبت اور پیار رکھتا ہے۔ اس سے اپنے انعام واپس لیتا ہے۔ تاکہ وہ اسکی مخلوق کی تحقیر نہ کر سکے۔

اس ہندوستان میں بڑے بڑے گھرانے ایسے گزرے ہیں۔ جو اپنے رتبہ اور درجہ کے گھمنڈ میں یا خدا تعالیٰ کے کسی اور انعام کے حاصل ہونیکی وجہ سے دوسروں کی تذلیل اور تحقیر کرتے تھے۔ مگر آج کوئی جا کر دیکھے۔ کہ انکا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔ اور انقلاب زمانہ کے ایسے چکر میں پڑے اور ایسے ذلیل ہوئے ہیں کہ اب انکی اولاد کو کوئی جانتا تک نہیں۔ اسکے مقابلہ میں وہ جنکی تحقیر اور تذلیل کیا کرتے تھے۔ انکو خداوند تعالیٰ نے بہت بڑا اور اونچا کر دیا۔ ہنسی کرنے اور دوسروں کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے والے چھوٹے ہو گئے اور جنپر ہنسی کیگئی وہ بڑے اور معزز ہو گئے۔ کیونکہ عزت اور بڑائی کوئی ایسی چیز نہیں جو ہمیشہ ایک ہی قوم کے لوگوں کے پاس رہنے والی ہو۔ بلکہ سائے کی طرح پھرتی رہتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آج ایک شخص معزز ہے۔ مگر کل ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور کل ایک ذلیل تھا۔ مگر آج اسکو خداوند تعالیٰ معزز بنا دیا ہے۔

دیکھو یہی سانہسی جو آج کل مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور جن کی عورتیں اور بچے ہر جمعہ کو اس مسجد کے دروازوں پر تم سے بھیک مانگتے ہوئے تمہارے لیئے عبرت کا نمونہ بنکر بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق پرانی روایات سے ثابت ہے۔ کہ ہندوؤں کے آنے سے پیشتر اس ملک کے یہی مالک اور بادشاہ تھے۔ جب ان کی حکومت ہوگی تو یہ بھی کسی قوم سے نفرت کرتے اور اسے حقیر سمجھتے اور نیچ ذات بتلاتے ہونگے۔ مگر آج جو انکی حالت ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔ کیا تم جن کو ادنیٰ سے ادنیٰ بھی خیال کر سکتے ہو وہ گوارا کرے گا۔ کہ ان کو لڑکی دینا تو الگ رہا ان کی لڑکی لے۔

اسی قسم کی اور کئی قومیں ہیں۔ مثلاً نٹ وغیرہ۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ یہ اس ملک کے بادشاہ تھے۔ اپنی حکومت و سلطنت پر فخر کرتے تھے۔ اپنے زیر دستوں کو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے۔ لیکن اب دیکھو۔ دنیا ان کو کیا سمجھتی ہے

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فخر کرنے اور دوسرے کو ذلیل سمجھنے سے سخت ناراض ہو جاتا ہے۔ اور وہ باتیں جن کے باعث کوئی قوم یا کوئی انسان دوسروں کو تنگ کرنے اور ذلیل کرنے کے لئے فخر کرے۔ چھین لیتا ہے اور پھر ایسے رنگ میں سزا دیتا ہے۔ کہ جس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا ٭

سب سے پہلا گناہ

جہاں خدا تعالےٰ کی مخلوق کو حقیر کہنے کے لئے فخر کرنا خطرناک اور نہایت بُری بات ہے۔ وہاں تکبر اور عیب چینی بھی نہایت ہی بُرے افعال ہیں۔ کیونکہ ان سے فتنے بڑھتے ہیں۔ دیکھو مذہبی تاریخ میں سب سے پہلا گناہ ابا و استکبار ہی ہے۔ ابیٰ و استکبر وکان من الکافرین خدا تعالےٰ نے ایک کو بلند کیا۔ اور دوسرے کو کہا کہ تم اس کی اطاعت کرو۔ مگر اس نے انکار اور تکبر کیا اس لئے وہ کافر بنتے ناشکرا ہو گیا۔ حالانکہ اس کو شرم کرنی چاہئے تھی۔ اور سوچنا چاہئے تھا۔ کہ اگر مجھ کو کوئی رتبہ حاصل ہے تو وہ کس نے دیا ہے۔ اسی نے جواب اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دے رہا ہے۔ پھر اسے دیکھنا چاہئے تھا۔ کہ یہ رتبہ مجھے کسی اپنی محنت اور کوشش سے حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور احسان کے طور پر دیا ہے۔ پھر میں کون ہوں۔ جو اس رتبہ کے باعث دوسرے کو اپنے سے کمتر سمجھوں۔ اور اسکی اطاعت سے انکار کر دوں۔ جسکی نسبت خدا تعالےٰ حکم دے رہا ہے مگر اس نے ابا و استکبار سے کام لیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے اُسے ذلیل اور خوار کر دیا۔ اس نے اپنے تئیں آدمؑ کے مقابلہ میں بڑا جانا۔ اس لئے ذلیل کیا گیا۔ اس نے آدمؑ کو حقیر سمجھا۔ مگر خدا نے اُسے بلند کر دیا ٭

پس استکبار سے بہت بچنا چاہئے۔ دیکھو جب ابلیس نے تکبر کیا۔ اور کہا انا خیر منہ۔ کہ میں اس آدم سے بہتر ہوں تو خدا تعالےٰ نے اس سے وہ بزرگی جسکے باعث اس نے یہ دعوےٰ کیا تھا۔ چھین لی۔ اور ہر ایک اس طرح کرنیوالے سے خدا تعالےٰ یہی سلوک کرتا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ تکبر کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں پر تکبر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وہ فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اور کسی کو فتنہ میں ڈالنے والے انسان پر خدا تعالےٰ بڑی سخت ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحریق -

کہ جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فتنہ میں ڈالا ان کے لئے جہنم کا عذاب اور جلنے کا عذاب ہے۔

پس یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ بہت بڑی بات ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسکے متعلق اللہ تعالےٰ ایسا سخت عذاب بیان فرماتا ہے۔ لیکن بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو ایسی باتوں کو معمولی اور چھوٹا خیال کرتے ہیں ٭

عیب چینیوں کی ابتدار اور انتہا

لیکن جو لوگ دوسروں کی عیب چینیاں کرتے ہیں۔ انکی ابتدار ابلیس سے ہے۔ اور انتہا جہنم ہے۔ پس جس کی وجہ سے کوئی شخص فتنہ میں پڑتا ہے۔ وہ جہنم کا وارث بنتا ہے۔ مگر کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ بہت سے لوگ ہیں۔ جو شراب پینے اور چوری کرنیوالوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ مگر جب کوئی عیب چینی کرے دوسروں کو ذلیل بنانے۔ اور ان پر اپنا فخر جتائے تو کہدیتے ہیں کہ یہ بڑا آدمی ہے۔ پھر ہنسی ہنسی میں دوسروں کو کمینہ اور رذیل وغیرہ کہدیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ نہایت خطرناک ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحریق

پس یہ جرم کوئی معمولی اور چھوٹا جرم نہیں۔ بلکہ بہت بڑا ہے اور انسان کو کافر اور جہنمی بنا دیتا ہے ٭

پھر اگر کوئی کہے۔ کہ میں فلاں ذات کا آدمی ہوں جو بڑی معزز ہے۔ اور دوسرا رذیل قوم کا ہے۔ اور اس طرح اس کی تحقیر کرے۔ تو یہ محض جہالت اور نادانی ہے۔ اگر کوئی خدا تعالیٰ کی نعمت کے شکریہ کے طور پر کہے تو اور بات ہے۔ ورنہ جو دوسروں کو حقیر سمجھ کر کہتا ہے کہ ہم مغل یا پٹھان یا سید ہیں۔ اور تم فلاں ذات کے ہو۔ جو رذیل ہے۔ تو اس کا یہ فعل نہایت لغو اور بے ہودہ ہے۔ اس طریق سے اپنی ذات پر فخر کرنا میری سمجھ میں تو کبھی نہیں آیا۔ کیونکہ ذاتوں کی حفاظت کا صحیح ثبوت کوئی نہیں دے سکتا۔ بلکہ تھوڑے تھوڑے عرصہ اور قریب قریب کے زمانہ کے بعد ہی فرق پڑ جاتا ہے۔ مثلاً ایک خاندان سید یا مغل یا پٹھان ہے۔ مگر افلاس نے اُسے مجبور کر دیا ہے کہ موچی کا کام کرے۔ اور وہ یہ کام کرنے لگ گیا ہے۔ اب جب دو تین پشتیں اس کام پر اس کی گذر جائینگی۔ تو سب لوگ انہیں موچی ہی کہنا شروع کر دینگے۔ اور بعض دفعہ تو وہ لوگ خود بھی نہیں جانتے۔ کہ ہم اصل میں کون تھے۔ لیکن اگر جانتے بھی ہوں۔ اور وہ کہیں کہ ہم فلاں قوم سے ہیں تو پھر کوئی ان کی بات کو باور نہیں کرتا ٭

پیشوں کو ذاتیں قرار دینا نادانی ہے

یہ ہندوستان ہی میں ایک نہایت نامعقول رواج ہے کہ پیشوں سے ذاتوں کی تشخیص کی جاتی ہے اسطرح بعض لوگوں کی ذاتیں تو پیشہ کے سبب سے مٹ جاتی ہیں۔ اور بعض خاص فوائد کے ماتحت اپنی ذاتوں کو بدل لیتے ہیں۔ ابتداء میں گو لوگ انہیں جانتے ہیں مگر کچھ پشتوں کے بعد کوئی جانتا بھی نہیں۔ کہ یہ لوگ اصل میں کون تھے۔ پس اگر کوئی موچی کا کام کرتا ہے۔ تو فی الواقعہ وہ موچی اور رذیل قوم سے نہیں ہے۔ اسی طرح آج جو سید یا مغل یا پٹھان کہلاتا ہے۔ وہ قسم کھا کر نہیں کہہ سکتا کہ فی الواقعہ وہ سید یا مغل یا پٹھان ہی ہے ٭

جب حالت یہ ہے۔ تو پھر حیرت ہے کہ کوئی کسی پر آوازہ کسے اور کہے کہ دیکھو جی فلاں موچی تھا۔ آج سید بن بیٹھا ہے یا فلاں جولاہا تھا۔ آج پٹھان بن گیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس طرح کہنے والے کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے نسب کو چھپاتا ہے، وہ جہنمی ہے۔ اب اگر کسی شخص نے فی الواقعہ اپنے نسب کو چھپایا ہے۔ اور کچھ اور ظاہر کرتا ہے تو وہ خود گنہگار ہے اس کی سزا وہ خود پائے گا۔ لیکن اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ جسکے جھوٹا ہونے کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو پھر تمہارے کہنے سے اس کو جو ابتلاء آئے گا اس

کے نتیجہ میں تمہارے لئے بھی جہنم ہے۔ کیونکہ تم اسکے ابتلاء کا موجب بنے ہو ؛

اصل بات تو یہ ہے کہ پیشوں کا قومیت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ کیونکہ تمام ناجائز طریقوں سے کچھ حاصل کرنے کی نسبت ہر ایک پیشہ اعلےٰ درجہ رکھتا ہے۔ پس جو شخص کوئی ایسا پیشہ اختیار کرتا ہے۔ جو شرعاً ممنوع نہیں۔ اس سے اسکی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو افغان اپنے ملک میں سب کام کرتے ہیں۔ کوئی جوتا بناتا ہے۔ کوئی کپڑا بنتا ہے۔ لیکن اس سے انکی ذات میں کوئی نقص نہیں آتا۔ اور سب کو پٹھان ہی کہتے ہیں۔ یہی حال یورپ کا ہے۔ پس جب وہاں ان پیشوں کے کرنے سے ان لوگوں کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ تو پھر ہندوستان میں یہ نقص کیوں گنا جائے۔ اور پیشوں کی وجہ سے لوگوں کی قومیت سے جو وہ بتائیں۔ کیوں انکار کیا جائے۔ یہ کمال جہالت اور نادانی کی علامت ہے کہ کسی کے نسب پر اس لئے طعن کیا جائے۔ کہ اس کا یا اسکے خاندان کا کسی پیشہ سے تعلق ہے۔ اگر کوئی اپنے نسب کو چھپاتا ہے۔ تو وہ ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ درست کہتا ہے۔ اور اس کے پیشہ کی وجہ سے تسلیم نہیں کیا جاتا۔ تو یہ بہت بری بات ہے۔ دیکھو چوری کرنا ایک گناہ ہے۔ شراب پینا اور بیچنا ایک ذلیل کام ہے۔ اور اسلئے ذلیل ہے۔ کہ شریعت نے اسکو گناہ قرار دیا ہے۔ لیکن رزق حلال کمانا گناہ نہیں پھر وہ طریقہ کسب معاش جو اسکے کمانے کے لئے اختیار کیا جائے۔ کیسے ذلیل کہا جا سکتا ہے ؛

پس یہ لغو اور بیہودہ بات کہنے کا کیا فائدہ کہ فلاں سید بن گیا اور فلاں پٹھان بنگیا۔ کسی کا اس سے کیا تعلق ہے۔ اگر اس نے اپنے نسب کو بدلا تو ایک گناہ کیا جس کا جواب وہ وہ خود ہو گا۔ دوسروں کا اس نے کیا بگاڑا ہے۔ کہ اسکے لئے ابتلاء کا موجب بنتے ہیں۔ ہندوستان میں قریشیوں اور پٹھانوں اور مغلوں کا آنا بحیثیت سپاہی کے تھا۔ لیکن جب زمانہ کے بدلنے کی وجہ سے ان میں سے بعض خاندانوں کی حالت خراب ہو گئی۔ تو انہوں نے کوئی پیشہ اختیار کر لیا۔ تو کیا وہ یہ ذلت گوارا کرتے۔ کہ سید یا مغل یا پٹھان ہو کر بھیک مانگتے پھرتے۔ اور اس طرح انکی عزت ہی رہتی۔ لیکن چونکہ انہوں نے بھیک مانگنے اور دوسروں کے دست نگر ہونے کی بجائے کوئی پیشہ اختیار کر لیا۔ اسلئے ذلیل ہو گئے۔ گویا جب انہوں نے حلال معاش کا طریق اختیار کیا۔ تو ذلیل ٹھہر گئے۔ حالانکہ ذلت اس میں تھی کہ وہ بھیک مانگتے۔ اور اپنے نسبوں کو لئے پھرتے۔ مگر اس میں کوئی ذلت نہیں۔ کہ انہوں نے دوسروں کے آگے دست سوال دراز کرنے کی ذلت کو گوارا نہ کیا بلکہ حلال طریق سے کسب معاش کی۔

کتنی حیرانی کی بات ہے کہ وہ لوگ اس لئے ذلیل ہو گئے کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کسب معاش کے لئے موچی۔ جولاہے کا پیشہ اختیار کیا۔ یہ ایک بیہودہ بات ہے کہ کسی کو کسی حلال پیشہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے ذلیل سمجھا جائے۔ اور کہا جائے کہ وہ سید نہیں رہا یا وہ پٹھان نہیں رہا یا مغل نہیں رہا ؛

کسی کو حقیر مت سمجھو

حضرت صاحب نے کشتی نوح میں لکھا ہے کہ جو دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے۔ وہ میری جماعت سے نہیں ؛

میرے پاس آج ہی ایک خط آیا ہے جسکے لکھنے والا شکایت کرتا ہے۔ کہ قادیان کی جماعت احمدیت کی صداقت کا نمونہ ہے۔ مگر جب ہم بازار میں گذرے۔ تو طنزاً کہا گیا کہ یہ سید آ گئے ہیں یہ تو ان کی غلطی ہے۔ کہ سارے لوگوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ صرف چند آدمی ایسے ہیں۔ جن میں کمزوری کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں پر سب کو قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ایک دو کے ایسا کہدینے سے یہاں کی ساری جماعت کو برا خیال کرنا غلطی اور ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ مگر پھر بھی جنھوں نے یہ کہا ہے۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ خدا تعالےٰ ایسے لوگوں کو جو مومنوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ دوزخ کی بشارت دیتا ہے۔ پس دوزخ ان کے لئے منہ کھولے ہوئے تیار ہے۔ اسمیں ڈالے جائینگے۔ اور وہاں انکو پیپ اور کھولتا ہوا پانی ملے گا ؛

اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ کوئی شخص معزز نہیں مگر وہی جو متقی ہو۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت صاحب نے بھی بعض پیشہ کے لوگوں کے متعلق لکھا ہے۔ تو اس کو معلوم ہو کہ آپ نے کسی پر طعن نہیں کیا۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ ان میں سے مامور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دنیاوی لحاظ سے لوگ اس پر طعن کر سکتے ہیں ہاں وہ ولی اور خدا کا دوست ہو سکتا ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر لوگوں کے فتنہ کا خیال نہ ہوتا تو میں موجودہ کعبہ کو مسمار کر کے اسکی اصل حدود پر قائم کر دیتا پس حضرت مسیح موعود کے یہ لکھنے کا یہی مطلب ہے۔ کہ اگر خدا ان کو مامور کرے۔ تو لوگ طعن کرینگے۔ ہاں وہ درجہ ولایت پا سکتے ہیں۔ جب وہ ولی اور خدا کے دوست ہو سکتے ہیں تو پھر وہ ذلیل کیونکر ہوئے۔ کیا اللہ کے دوست بھی حقیر اور ذلیل ہو سکتے ہیں ؛

کسی کی تحقیر کرنا بہت بڑا گناہ ہے

وہ لوگ اللہ کا خوف کریں جو لوگوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے۔ معزز کر دیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے ذلیل بنا دیتا ہے۔ سید یا پٹھان یا مغل نا خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکیگا۔ جیسا کہ یہودیوں کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوب کی نسل سے ہونا ذلت اور رسوائی سے نہیں بچا سکا خدا کی گرفت سے متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے رستگاری ہے۔ خواہ وہ کسی قوم کے ہوں۔ پس وہ لوگ جو دوسروں کے لئے فتنہ اور ابتلاء کا باعث ہوتے ہیں وہ جہنم کی آگ سے ڈریں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ان کے لئے یہی سزا مقرر فرمائی ہے ؛

اگر کوئی کسی کی قومیت پر اسے ذلیل کرنے کے لئے حملہ کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔ اور کوئی کسی کے کہنے سے ذلیل نہیں ہو جاتا۔ ذلیل وہی ہے۔ جو خدا کی نظر میں ذلیل ہو ؛

پس اپنی زبان کو تھام لو۔ تمہیں کسی کے متعلق کچھ پتہ نہیں کہ کس قوم میں سے ہے۔ پھر جھوٹی بات کی خاطر اپنے ایمان کو ضائع مت کرو۔ اپنی گفتار کو درست کرو کہ خدا کے انعام کے وارث بنو۔

آمین ثم آمین

مسئلہ وفات مسیحؑ اور اخبار مشرق

(گذشتہ سے پیوستہ)

قولہ شمعون قرنی جو صلیب لیجانے کے واسطے بیگار پکڑا گیا تھا یا یہودا اسکریوطی جس نے جناب مسیحؑ کی گرفتاری کے واسطے مخبری کی تھی اسکی صورت مسخ ہو گئی یہودیوں نے سمجھا کہ یہی مسیحؑ ہے چنانچہ اسکو سولی دیدی۔ اور مسیحؑ بجکر آسمان پر چلے گئے ؛

اقول۔ آپکے اس دعوٰی بے دلیل پر بیری طرف کئی جرح ہیں۔ اوّل اگر اسکی صورت مسخ ہو کر مسیحؑ کی صورت ہو گئی تھی جس کو یہودیوں نے مصلوب کیا تو پھر یہود تورات کی رو سے حق پر ٹھہرتے ہیں اور انپر حضرت مسیحؑ کے نہ ماننے کا کوئی الزام نہیں آتا کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا اور مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ جب انہوں نے اپنی طرف سے مسیحؑ کو ہی قتل کیا اور خدا نے ایک غیر شخص کو مسیحؑ کی شکل کا بنا دیا جسکو وہ قتل کر کے مطمئن ہو گئے اور انکو یقین ہو گیا کہ ہم حق پر ہیں اور مسیحؑ اپنے دعوٰی میں جھوٹا تھا۔ تو ایسی صورت میں یہودیوں کو مجرم قرار دینا اور انپر لعنت کرنا ظلم ہے ؛ دوم یہ کہ جب خدا نے حضرت عیسٰیؑ کو آسمان پر ہی پناہ دیکر بچانا تھا تو پھر ایک دوسرے شخص کو انکا شبیہ بنا کر کیوں قتل کروایا۔ کیا خدا کو یہ خوف تھا کہ اگر یہودیوں کو حضرت مسیحؑ کے آسمان پر جانیکا جلد علم ہو گیا تو کہیں فوراً آسمان پر پہنچکر انکو نیچے نہ کھینچ لیں۔ اسلیئے ایک غیر شخص کو انکا شبیہ بنا کر یہودیوں کو اسکے ساتھ مشغول کر دیا اور پھر اطمینان کے ساتھ مسیحؑ کو آسمان پر اٹھا لیا ؛ سوم۔ اگر جسکو صلیب پر لٹکایا گیا وہ عیسٰیؑ کے سوا کوئی غیر شخص تھا اور یہودیوں نے اسکو مسیحؑ سمجھا تو وہ گرفتاری کے وقت خود اپنے منہ سے کہتا کہ میں مسیحؑ نہیں ہوں نہ میرا دعوٰی ہے پھر مجھے کیوں صلیب پر لٹکاتے ہو۔ کیا اسوقت اسکی زبان بند ہو گئی تھی۔ کہ وہ اپنی جان بچانیکے لیئے یہ نہ کہہ سکا۔ لیکن اگر کہو کہ اس نے کہا ہوگا۔ مگر یہود نے اس پر اعتبار نہ کیا تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہود کو حضرت مسیحؑ سے کوئی ذاتی عداوت اور دشمنی نہ تھی۔ بلکہ صرف انکے دعوٰی کی وجہ سے وہ آپکے مخالف ہو گئے تھے۔ پس اگر وہ شخص جسکو نعوذ باللہ ظلم اور جبر سے حضرت عیسٰیؑ کی شکل و شباہت کا بنا دیا گیا تھا اس دعوٰی سے انکار کرتا۔ جو حضرت عیسٰیؑ کا تھا اور اسکا انکار تھا بھی بالکل صحیح اور درست۔ تو یہود ضرور اسے چھوڑ دیتے اور ہرگز صلیب پر نہ لٹکاتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ گرفتار شدہ انسان نے ہرگز اس بات سے انکار نہیں کیا۔ کہ میں عیسٰیؑ نہیں ہوں۔ اور نہ ہی میرا دعوٰی نبی اور رسول ہونے کا ہے ؛

پھر اگر حضرت عیسٰیؑ کے مشابہ بنائے گئے یا نیوالے شخص نے جسے یہود اصل عیسٰیؑ سمجھے بیٹھے تھے صلیب دیئے جانے کے وقت انکاری کلمات زبان سے نکالے ہوتے تو جہاں یہود نے اور کئی ایک عیب حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب ہیں وہاں انکے متعلق یہ بھی لکھتے۔ کہ جب ہم نے اسکو صلیب پر لٹکایا تو وہ اپنا دعوٰی ہی بھول گیا اور کہنے لگا کہ میں تو دعوٰی مسیحیت نہیں کرتا مجھے کیوں صلیب دیتے ہو۔ چہارم۔ سب سے بڑھکر یہ کہ خدا تعالیٰ کا فعل اسکے قول کے خلاف نہیں ہوتا اور نہ ہونا چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا قول ہے وہ آپکے اس خیال کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں کہ ایک غیر شخص حضرت مسیحؑ کے مشابہ بن گیا۔ خدا تعالیٰ سورۂ روم میں فرماتا ہے ومن اٰیٰتہٖ خلق السّمٰوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم کہ جس طرح آسمان و زمین کا پیدا کرنا اس کے عظیم الشان نشانات میں سے ہے اسی طرح یہ بھی اسکا بڑا بھاری نشان ہے کہ اس نے ہر ایک آدمی کا رنگ اور زبان مختلف بنائی ہے۔ اب اگر آپکے خیال کو تسلیم کیا جائے تو قرآن کا اور پھر خدا کے عظیم الشان نشان کا انکار لازم آتا ہے۔ اور اگر معمولی تغیر ہو گیا تھا اور وہ غیر شخص ہی تھا تو ضرور تھا کہ وہ اپنے بے قصور ہونے کے لیئے جزع فزع کرتا اور سردار کاہن اور فقیہ جو موقعہ پر موجود تھے اور راہ رو جو اس سے تمسخر کرتے تھے (مرقس ۱۵ / ۳۲) اسکو دیکھکر تمیز کرتے۔ اور اسکی زبان اور رنگ میں فرق پاکر تحقیقات کرتے۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر دن دوپہر کا وقت تھا۔ اگر یہودیوں کو خیال نہ ہوا۔ تو اس نے خود ہی خیال دلایا ہوتا کہ میں تو تمہارا فلاں آدمی ہوں ؛

قولہ۔ تجلی خاص جناب احدیت کی اور ارواح قدسیہ کا مرکز ملاء اعلیٰ میں اور زمین سے بالا ہے اسی خیال کو ملحوظ رکھکر رفعہ اللہ الیہ کا مطلب آسمان پر اٹھا لینا بیان کیا جاتا ہے ؛

اقول۔ اگر رفع سے مراد ملاء اعلیٰ میں شامل ہونا ہے تو ایسی شمولیت بذریعہ قبض روح ہی ہو سکتی ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے مرض الموت میں یہی فرمایا بالرفیق الاعلیٰ کہ مجھے بہت رفیق سے ملا دے اگر بجسد عنصری نہیں شامل ہونا درست ہوتا تو آنحضرتؐ وفات نہ پاتے بلکہ آپ کو زندہ ہی آسمان پر اٹھایا جاتا ؛

قولہ۔ جناب مسیحؑ پر کیفیت باطنیہ ایسی طاری ہوئی..... جیسی کہ اصحاب کہف کی۔

اقول۔ تعجب ہے کہ آپ ایک دعوٰی کو ثابت کرنے کیواسطے دوسرا بے دلیل دعوٰی پیش کرتے ہیں حالانکہ وتحسبھم ایقاظًا تو سمجھتا ہے۔ کہ وہ بیدار ہیں وھم رقود لیکن دراصل انکی یہ بیداری نیند کے مشابہ ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انپر کوئی حالت باطنیہ طاری نہیں تھی بلکہ جو حالت ایک بیدار آدمی کی ہوتی ہے وہی انکی تھی پس اسکا مطلب صاف ہے کہ اصحاب کہف کی تعداد کم تھی اور وہ گمنامی کی حالت میں تھے خدا تعالیٰ فرماتا۔ ہم بطور پیشگوئی اطلاع دیتے ہیں ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید لو اطلعت علیھم لولیت منھم فرارا ولملئت منھم رعبا) کہ ہم انکو دائیں اور بائیں پھیلا دینگے یعنی انکی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی۔ اور انکی حکومت و دبدبہ دنیا پر چھا جائیگا اور انکا کتا بازو پھیلائے چوکھٹ پر بیٹھا ہوگا اور ابتدائی حالت میں تو وہ دوسروں سے خوف کھا کر چھپتے پھرتے تھے لیکن آیندہ لوگ انسے خوف کھائینگے۔ اس میں تو نصاریٰ کی ترقی اور عروج کی خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے ؛

قولہ ۔ ہوسکتا ہے کہ روشندان سے کوئی نقب یا چھوٹا راستہ بطور کھڑکی کے ہو جیسے ہو کہ کسی غار یا تہ خانہ میں راستہ رہا ہو اور جناب مسیح شخص مصلوب پر توجہ اتحادی کرنے کے بعد اس نقب یا راستہ سے غار یا تہ خانہ میں جاکر یا نگہبانوں کی نظر بچاتے ہوئے کھڑکی سے نکلکر کسی اور پوشیدہ و محفوظ مقام پر پہنچکر عمل حبس دم کے ذریعہ سے بحالت استغراق مشغول بخدا ہوگئے ہوں جو فی الواقعہ موت تو نہیں البتہ انقطاع عن الخلق کا سبب ہوا۔ (اسوقت کے حکام بھی بڑے عقلمند ہونگے کہ جیلخانوں میں مجرموں کے بھاگنے کے واسطے مخفی راستے بنا رکھتے تھے اور حضرت مسیح بقول آپکے اس راستہ سے نکل گئے۔ اگر یہی بات تھی تو پھر پکڑا ہی کیوں کرتے تھے)

اقول ۔ افسوس اگر آپکو قرآن کا علم نہیں تھا تو آنحضرتؐ کی حدیث کا ہی کچھ علم ہوتا۔ تا اپنے فسانہ خیال کو آنحضرتؐ کے ارشاد پر مقدم کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں ارأیتم لیلتکم ھذہ فان راس مأتہ سنتہ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد۔ بخاری ذکر الخلاء کہ آج کی رات سے سو سال گذرنے پر موجودہ آدمیوں سے کوئی متنفس جو زمین پر ہے زندہ نہیں رہیگا پس اگر حضرت مسیحؑ آنحضرتؐ کے زمانہ میں بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ بحالت استغراق مشغول بخدا تھے۔ تو حدیث مذکورہ بالا کے رو سے دوسری صدی ہجری میں آپ ضرور وفات پاچکے تھے ۔

قولہ ۔ اب رہا یہ کہ انی متوفیک ۔ اور فلما توفیتنی کو موت کے معنی میں کیوں لیا جائے اسکے واسطے سورۂ زمر کے پانچویں رکوع کی پہلی آیت سے استدلال کرنا کافی ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توفی کا لفظ صرف موت ہی کے واسطے مخصوص نہیں بلکہ خواب کی حالت میں انسان کا اشتغال دنیاوی و کاروبار سے معطل رہنا بھی توفی ہی میں داخل ہے ۔

اقول ۔ اوّل تو مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالےٰ نے قبض روح عند الموت اور قبض روح عند النوم میں مابہ الامتیاز یہ امر بیان فرمایا ہے کہ جبپر موت وارد ہوتی ہے اسکی روح کو خدا روک لیتا ہے اور سونے والے کی روح کو واپس کر دیتا ہے۔ پس ایسی نیند جسمیں کہ روح بدن میں واپس ہونے میں نہ آئے اسی کا نام موت ہے مگر یہ بھی کوئی نیند ہے کہ انیس سو برس گذر گئے اور حضرت عیسیٰؑ ابھی تک جاگنے میں نہیں آتے ۔ اگر خدا کو یہی مشکل پیش آئی تھی تو وقت سے پہلے انکو پیدا ہی کیوں کر دیا کہ اب تک انکو نبوت سے معطل اور بیکار کرکے بٹھایا ہوا ہے اور امام مہدی کے زمانہ کی انتظار کر رہا ہے اور پھر کیا آپکو یہ معلوم نہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت عیسیٰؑ کی عمر ایک سو بیس برس بتائی ہے ۔ اور فرمایا ہے کہ میری عمر اس کی عمر سے نصف ہے تو یہ عجیب ایک سو بیس برس ہیں کہ دو ہزار برس گذرنے کو آئے ہیں ۔ مگر وہ ختم ہونے میں نہیں آتے ۔

پھر امام بخاری نے انی متوفیک کے معنے جو کہ حضرت عباسؓ نے کیئے ہیں ۔ یوں نقل فرمائے ہیں انی متوفیک ۔ انی ممیتک کہ انی متوفیک کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ماروں گا اور فلما توفیتنی کے معنی خود نبی کریمؐ نے کر دیئے ہیں ۔ چنانچہ امام بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ میں آنحضرتؐ کی ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ قیامت کے روز حوض کوثر پر کھڑے ہوئے میں اپنی امت کو پانی پلاتا ہونگا کہ کچھ لوگوں کو ملائکہ میری طرف نہیں آنے دینگے ۔ بلکہ جہنم کی طرف انکو لے چلینگے ۔ اور میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہونگے ۔ تب میں پکاروں گا اصیحبی! اصیحبی!! کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں ۔ تو آپکو جواب ملیگا انک لا تدری ما احدثوا بعدک کہ ہاں یہ ہیں تو تیرے ہی اصحاب ۔ لیکن تجھے معلوم نہیں کہ تیری وفات کے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا ۔ جسکی وجہ سے آج یہ جہنم میں ڈالے جاتے ہیں ۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں فاقول کما قال العبد الصالح عیسی ابن مریم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیئٍ شھید کہ میں بھی اسوقت حضرت عیسیٰ کی طرح یہی کہوں گا کہ الٰہی جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی انکا نگران حال تھا مجھے انکے بگڑنے کا علم نہیں تھا جسکی وجہ سے میں نے اصیحبی اصیحبی کہا ۔ اب چونکہ مجھے انکے بگڑنے کا علم ہو گیا ہے اسلیئے میں انکو دھتکارتا ہوں (سحقاً سحقاً) پس آنحضرتؐ نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں کرکے بتلا دیا کہ توفیتنی کے معنی سلانے کے نہیں بلکہ وفات پانے کے ہیں ورنہ ماننا پڑیگا کہ آنحضرتؐ نے بھی وفات نہیں پائی اور یہ واقعات کے خلاف ہے اور اگر بفرض محال تسلیم کر لیا جائے کہ توفیتنی کے معنی سلانے کے ہیں تو کیا پھر خدا تعالیٰ کے حضور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کا یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ جب تو نے مجھے سلا دیا تو عیسائیوں کی بعد کی حالت کا مجھے علم نہیں کہ آیا انہوں نے مجھے خدا بنایا ہے یا نہیں حالانکہ بزعم آپکے انہوں نے خواب سے بیدار ہوکر امام مہدی کے ساتھ ملکر خوب جنگ و جدال کرنا ہے اور عیسائیوں کو بگڑا ہوا پاکر انکی صلیبیں توڑنی اور انکو قتل کرنا ہے ۔

حافظ جمال احمد

کلام حقانی مرحوم

غزل ناتمام

ہے آگ لگی ہوئی بجھائیں کیونکر ۔ اُٹھتی ہیں جو موجیں انہیں دبائیں کیونکر

کہنے میں آئی اور نہ چھب دیکھی ۔ اس لذت دید کو بتائیں کیونکر

دل مردہ سہی مگر وہ ہے مومن کا ۔ اے رحمت حق اسے جلائیں کیونکر

دیکھا نہ ہو جو ہم جہاں سے رخصت ۔ سر پیٹ کے رہ گئیں وفائیں کیونکر

شرمائیں لجائیں اور چھپائیں منہ ۔ وہ راز کہ کھل گیا چھپائیں کیونکر

دیکھا جو نہ جائے وہ دکھائیں کیونکر

جو چھپ نہ سکے اسے چھپائیں کیونکر

لنڈن کا خط

رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب سے ملاقات

نائجیریا میں ایک نو احمدی

ایک انگلش خاتون کا قبول اسلام

جناب قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز شام کو آنریبل ڈاکٹر سید امیر علی صاحب نے ایک کلب میں ملنے کے لئے وقت مقرر کیا۔ پانچ بجے میں وہاں پہونچ گیا۔ سید صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ رُوشناسی اور ابتدائی گفتگو کے بعد جس کا ماحصل یہ تھا کہ آپ کب سے لنڈن آئے ہیں۔ کہاں کام کرتے ہیں۔ کیسا کام ہوتا ہے۔ سلسلہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی بعض ضروری سوال وجواب جن کی ترتیب اسوقت ٹھیک یاد نہیں۔ خلاصۃً یہ ہیں :۔

سید صاحب۔ کتنا الاؤنس آتا ہے ؛

جواب۔ کوئی خاص رقم مقرر نہیں۔ تبلیغ اسلام کے لئے جتنا بھی خرچ ہو۔ ہماری جماعت اسکو برداشت کرتی ہے ؛

سید صاحب۔ مسُلمانوں میں بہت فرقے ہو گئے۔ جو شخص اُٹھتا ہے۔ نیا فرقہ بنالیتا ہے۔ دنیا میں ایک شخص آیا۔ جس نے حق پہونچایا۔ مگر اب لوگ بھول یا چھوڑ گئے۔

جواب۔ ہاں سچ ہے۔ بہت فرقے ہو گئے۔ جب حق چھوٹ جاتا ہے۔ تو جو چاہتا ہے۔ اپنی اپنی مرضی دین کے معاملے میں پیش کرتا ہے۔ اسی طرح سے سیدھے راہ سے لوگ دُور جا پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک مُرسل اس زمانہ میں آیا۔ تاکہ لوگوں کو پھر حق پر قائم کرے اور تفرقوں کو دور کر کے ایک جماعت بنادے۔ اور ان کے سامنے وہی اسلام پیش کرے۔ جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے ؛

سید صاحب۔ آپ جانتے ہیں میں مسُلمان ہوں میں تو اُسی پر فدا ہوں جو خاتم النبیین ہو۔ رُوحی فداک یا رسُول اللہ

جواب۔ ہاں ہم بھی یہی مانتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ جن کی ذات مُبارک میں تمام کمالات نبوت مجتمع ہیں۔ ان ایسے صفات اور کمالات والا نبی نہ کوئی ہوا۔ اور نہ ہو گا۔ مگر ختم نبوت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات نبوت سے انبیاء کی نبوت ثابت ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک سے ہی پہلے نبیوں کی نبوت پر مُہر ہوئی۔ ورنہ ہمارے پاس ان کی نبوت کا کیا ثبوت ہے۔ اسی طرح سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار قیامت تک رہینگے۔ اور کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ مگر وہ جو

سید صاحب۔ (بات کاٹ کر) بحث کی غرض سے نہیں۔ بلکہ میں نے تو یونہی ذکر کیا تھا۔ میں یہ سب جانتا ہوں کچھ اور سُناؤ ؛

میں نے کہا۔ آپ نے میری بات ختم نہیں ہونے دی۔ اچھا اور سُنئے۔ ہماری غرض سوائے حقیقی اسلام کی تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔ ہمارے مرزا صاحب کا دعوے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔ جو اسلام کی صداقت اور اسکے زندہ ہونے کا ثبوت ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ صفائی سے مامور من اللہ کی ضرورت بتاتی ہے۔ اس زمانہ میں لوگوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا۔ اس کا نتیجہ جو ہو رہا ہے۔ وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ قرآن شریف میں آسمانی علوم ہیں۔ ان کے سمجھانے کے لئے آسمانی استاد ہی کی ضرورت ہے جس طرح بارش نہیں ہوتی۔ تو قحط پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی ترقیات کے لئے آسمانی بارش کی ضرورت ہے۔ ایسے وقت میں اگر خدا تعالےٰ کسی کو اس خدمت کے لئے نہ بھیجتا تو بتاؤ اور کون وقت ہو گا۔ اسوقت کیا اندرونی اور کیا بیرونی دونوں طرف سے اسلام پر خطرناک حملے ہو رہے ہیں۔ اسکے دفعیہ کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح بنا کر بھیجا۔

اسی طرح سے میں نے الہام اور وحی کی ضرورت بتائی اور بیان کیا کہ خدا تعالےٰ پر کامل یقین اور معرفت تام کسطرح حاصل ہو سکتی ہے۔ جس سے انسان ہر قسم کی آلائش سے پاک ہو کر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے۔ جو اسلام کی حقیقی غرض ہے ؛

سید صاحب۔ واقعی بات تو آپ کی بڑی زوردار ہے۔ مگر مجھے ایک سوال کا جواب دیں۔ کیا میں بھی ایک فرقہ بنالوں

میں نے کہا۔ اوّل تو ہمارا فرقہ کوئی نیا فرقہ نہیں۔ بلکہ یہی تو حقیقی اسلام ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ دوم۔ اگر ہر شخص ایسا ہی فرقہ بنالے تو پھر سچ اور جھوٹ میں تمیز کہاں رہ سکتی ہے۔ جو کوئی جھوٹا دعویٰ کرے۔ اس کا جو حال ہوتا ہے وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی کامیابی عیاں ہے۔ ۳۰ سال تک دعویٰ کیا کہ خدا تعالےٰ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کیا کوئی شخص اس طرح سے اتنی مدت تک ہر روز نئی نئی آیات خدا پر افتراء کر سکتا ہے۔ پھر تعجب ہے۔ کہ اسکی تائید میں ہزارہا آسمانی نشانات ہوں اور ہر طرح سے تائید ہی ہوتی رہے۔ کیا ایسی کامیابی جھوٹے کو حاصل ہو سکتی ہے۔ لاکھوں کی جماعت بنا دی۔ پھر معمولی جماعت نہیں۔ بلکہ ان میں حقیقی اسلام کی رُوح پھونک دی۔ کیا تقوےٰ اور طہارت اور تعلق باللہ جھوٹے کی تعلیم اور صحبت سے حاصل ہو سکتا ہے ؛

سید صاحب۔ میری کتاب آپ نے پڑھی ہے ؛

جواب۔ ہاں خوب پڑھی ہے ؛

سید صاحب۔ بہتر ہوتا۔ آپ لوگ یہاں اسی کا ترجمہ وغیرہ کر کے لوگوں کو بتاتے اور سمجھاتے ؛

میں نے کہا۔ آپ بُرا نہ منائیں۔ میں آپ ہی سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ گو آپ نے اسلام کی فلاسفی اور سپرٹ لکھی ہے اور بہت قابلیت سے اس کو سرانجام دیا ہے۔ لیکن اس کا لوگوں پر کتنا اثر ہوا ہے۔ کیا اتنا ہی کافی ہے۔ .. .. نہیں۔ حقیقی ایمان اور عرفان کی ضرورت ہے۔ جس کا تازہ نمونہ ہمارے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم میں اور دوسروں کی تعلیم میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ قدسی تاثیر ہوتی ہے جو رُوحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے ؛

سید صاحب۔ آپ کو کیا معلوم میرا خدا تعالےٰ سے کتنا تعلق ہے ؛

میں نے جواب دیا۔ لوگوں کو تو نشانات سے معلوم ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالےٰ سے تعلق ہو جاتا ہے۔ وہ اسکے نشان اپنے پاس رکھتا ہے۔ اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ الہام اور بشرات دیئے جاتے ہیں۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ۔ ... ... ان باتوں کو مرزا صاحب نے بڑے زور کے ساتھ پیش کیا۔

قرآن شریف کے بارے میں میں نے دریافت کیا کہ ایک کاپی پارہ اول کی بھیجی تھی۔ پہونچی ہوگی۔ آپ کا اسکے متعلق کیا خیال ہے۔

سید صاحب۔ قرآن شریف کے ترجمے کے متعلق میں نے آگے بھی کسی صاحب کو یہ کہا ہے۔ کہ انگریزی ترجمہ ایک شخص کا نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ایک آدمی کے خیالات نہیں ہونے چاہیئیں۔ انگریزی زبان عربی۔ فارسی کی طرح نہیں۔ اس میں نہایت صحیح اور بامحاورہ ترجمہ ضروری ہے۔ میں نے کہا۔ ہمارا ترجمہ تو ایک بورڈ آف ٹرانسلیٹرز جس میں اٹھارہ بڑے لائق فائق عالم۔ فاضل ماہر علوم دینیہ۔ السنۂ مشرقی و مغربی کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ نام قرآن کا نہیں لکھا۔ میں نے کہا کہ ناموں کی کیا ضرورت ہے۔ انجمن ترقی اسلام کے ماتحت چھپتا ہے۔

نائجیریا میں احمدیت

نائجیریا سے ایک صاحب کا رجسٹرڈ خط ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اور سجدہ شکر ادا کیا۔ لکھا ہے کہ میں نے حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی تسلیم کر لیا ہے۔ اور خونی مہدی کا خیال اب کافور ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ قریباً ایک سو احمدی ہو چکے ہیں۔ اور سلسلہ ترقی کر رہا ہے۔ نائجیریا سارے کا سارا احمدی ہو جائے گا۔ مشنری کی انتظار ہے۔ ابھی ایک تار حضور کو دیکر آیا ہوں۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ نائجیریا میں ایک سو احمدی ہو گئے ہیں۔ واعظ بھیجیں

Hundred ahmadees Nigeria send missionary.

پارکوں میں وعظ

اتوار کے روز دو مختلف پارکوں میں گیا۔ پہلی پارک میں ایک بوڑھے عیسائی سے جس سے آگے گفتگو ہو چکی تھی دریافت کیا۔ کہ ٹریکٹ اسلام پڑھا ہے۔ اس نے گالیوں میں جواب دینا شروع کر دیا۔ میں نے سمجھایا کہ نرمی سے گفتگو کرنے سے معقول طور پر گفتگو شروع کریگا۔ مگر وہ بڑا بدطینت معلوم ہوا۔ لوگ اردگرد جمع ہو گئے۔ لوگوں کو اکسانے لگ گیا۔ دیکھو یہ شخص تم لوگوں کو جو چرچ میں جاتے ہو۔ اور حضرت مسیح کو Lord مانتے ہو۔ ایسا ویسا کہتا ہے۔

میں آخر اس جگہ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو کر لوگوں سے گفتگو کرتا رہا۔ حضرت مسیح موعود کی آمد۔ پیشگوئیوں کا ذکر کرتا رہا۔ کئی لوگ سوال کرتے رہے۔ بفضلہ تعالیٰ جواب کافی شافی ہوتا رہا۔ ایک صاحب ڈوئی کی پیشگوئی میں بہت محظوظ معلوم ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے امریکہ میں ڈوئی کو دیکھا ہے۔ اس سے مفصل طور پر ذکر ہوتا رہا۔ آخر اس کو رسالہ میگزین اور رسالہ اسلام پہنچنے کے لئے دیا۔

ہائیڈ پارک میں ایک دہریہ ایک عیسائی سے خدا کی ہستی کی دلیل پوچھ رہا تھا۔ اور عیسائی کو قریباً عاجز کر رہا تھا۔ میں نے مجمع میں گھسکر پوچھا۔ کہ آپ کس رنگ سے خدا کی ہستی کا ثبوت چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ثبوت دو کہ ہے۔ میں نے اس کو سمجھایا کہ ہر شئے کے معلوم کرنے کے مختلف ذرائع ہیں۔ بعض دیکھنے سے۔ بعض سننے سے۔ بعض چکھنے سے بعض سونگھنے سے۔ اور بعض ایسی اشیاء ہوتی ہیں۔ جو انسانی حواس سے بھی معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ اپنے افعال سے پہنچانی جاتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ قادر ہستی اپنی قدرت سے پہچانا جاتا ہے میری گفتگو سنکر وہ کہتا تھا کہ ہاں ہاں میں تمہاری بات کو خوب سمجھتا جاتا ہوں۔ آخر میں سنے پیش کیا کہ خدا اپنے بندوں سے بولتا ہے۔ انکی دعاؤں کو سنتا ہے۔ ان کو ایسے علوم دیتا ہے۔ جو دوسروں کو نہیں ہوتے۔ وغیرہ

ایک خوشخبری

تازہ خوشخبری یہ ہے۔ کہ ایک خاتون نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور احمد علیہ السلام کو مسیح موعود تسلیم کیا ہے۔ بیعت کا فارم ارسال ہے۔ اور استقامت کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔ اس خاتون کا نام مسز فلورنس پنفولڈ ہے

Mis Florence Pamfold

(حضرت نے اسلامی نام خدیجہ رکھا ہے)۔

میرا محمود

عشق تیرا مجھے محمود ہوا خوب ہوا
مجھ کو سودا تیرا مسعود ہوا خوب ہوا

کوئی جچتا ہی نہیں دل میں مرے تیرے سوا
تو مری آنکھ میں موجود ہوا خوب ہوا

نام اپنا جو لکھایا ترے مشتاقوں میں
نظرِ غیر میں مردود ہوا خوب ہوا

نشۂ جامِ مئے عشق کی مخموری میں
کیا ہوا؟ تو مرا محبوب ہوا خوب ہوا

رخنہ انداز دل نے اک آہ نکالی تھی ولے
کیا ہوا تو ہی تو محمود ہوا خوب ہوا

ہاتھ پر تیرے جو بیعت کا ہوا نعرہ بلند
چشمِ حساد میں محسود ہوا خوب ہوا

راہ سے مجھکو ہٹایا ہی تھا اک ظالم نے
رہنما میرا وہ معبود ہوا خوب ہوا

ڈال کر پردہ ترے رخ کو چھپانا چاہا گو
پر مرے دل میں تو مشہود ہوا خوب ہوا

ہو مبارک تجھے یہ ملت موعود حسن
تیرا مرشد بھی تو موعود ہوا خوب ہوا

شیخ حسن [illegible] احمدی۔ حیدرآباد دکن

ششماہی رپورٹیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جو نقشہ جات ششماہی تجویز کئے تھے۔ عام طور پر اسکی طرف توجہ کم فرمائی ہے۔ میں سکرٹری صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ٹھیک وقت پر ان نقشوں کو پُر کر کے دفتر سکرٹری صدر انجمن میں بھیجدیا کریں۔ ان نقشہ جات کی تکمیل حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ اور دعا کو جماعت کے لیئے آسانی سے جذب کر سکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ دوبارہ یاددہانی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ماہوار رپورٹ میں آئندہ اس کا بھی ذکر کیا جائیگا۔ یعقوب علی براے سکرٹری - ۲۲ مارچ ۱۹۱۶ء

روس میں عظیم الشان انقلاب

انقلاب کس طرح شروع ہوا

لنڈن۔ ۱۵۔ مارچ۔ پیٹروگریڈ کا ایک ۱۳۔ مارچ کا تار مظہر ہے کہ گذشتہ ۳ دن کے عرصہ میں بھوکے مردوں عورتوں اور بچوں کی طویل قطاریں نانبائیوں کی دوکانوں کے باہر دیکھی جاتی رہی ہیں بلاوجہ رفلیں اور کلدار توپیں چلائی گئی ہیں۔ اور بازاروں میں خانہ جنگی بھی ہوئی ہے۔ مگر جنگ کے خلاف کوئی آواز نہیں سنی گئی۔ خوراک کی کمی بدانتظامی اور معمولی احتیاطوں کا بھی عمل میں نہ لایا جانا ان سب باتوں کو جرمن اثرات سے منسوب کیا جاتا ہے۔

انقلاب کی آگ دراصل ۱۳۔ مارچ کو بھڑکی۔ ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ جن فوجوں کو رفلوں اور کلدار توپوں سے کام لینے کا حکم دیا گیا معلوم ہوتا ہے یا تو انکے پاس زیادہ تر خالی کارتوس تھے یا وہ اپنی رفلیں غلط چلاتے تھے لوگوں کو سب سے زیادہ ناراضگی پولیس کے خلاف تھی کئی گارد رجمنٹیں جنکی تعداد پچیس ہزار بیان کی جاتی ہے ہتھیاروں سمیت لوگوں سے مل گئیں ایک گارد رجمنٹ نے فیئر کرنے سے ہی انکار کر دیا۔

قیدخانہ پر قبضہ انقلاب پسندوں نے سابق وزیر انصاف کو گرفتار کر لیا۔ اور بعد ازاں تھوڑی سی مزاحمت پر غالب آکر سٹی کے قیدخانہ پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ ساری پولیٹکل قیدی رہا کر دیئے گئے باقی قیدیوں سے بھی یہی سلوک ہوا۔ پولیٹکل قیدیوں اور جماعتوں کے متعلق ہر قسم کے کاغذات جلا دیئے گئے۔

وزیر اعظم کا استعفاء سہ پہر کے وقت وزیر اعظم پرنس گولٹزن نے ڈوما کے پریسیڈنٹ کے نام استعفے بھیجدیا۔ انقلاب پسندوں نے کونسل کے کئی وزیروں کے گھروں کی تلاشیاں لیں۔ وزراء میں سے کئی خود بخود حوالہ ہو گئے۔ اور بعض کو گرفتار کر لیا گیا۔ انقلابی فوجوں نے سرمائی محل پر قبضہ کر لیا ہے۔

بعد کی خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ تحریک دور دور تک پھیل گئی ہے۔ اور جا بجا سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جا رہا ہے۔

لوگوں کی تکالیف لنڈن۔ ۱۶۔ مارچ۔ ۳ بجکر ۱۰ منٹ سہ پہر۔ ریوٹر کی تازہ خبریں مظہر ہیں۔ کہ ہفتوں سے یہ حالت تھی۔ کہ لوگوں کو پانچ پانچ گھنٹے چالیس درجہ میں روٹی خریدنے کے انتظار میں کھڑے رہنا پڑتا تھا اور پھر بھی اکثر روٹی نہ ملتی تھی۔ آلوؤں کا نرخ آٹھ گنا مہنگا ہوگیا تھا۔ وزیر اعظم یہ کہہ چھوڑتا تھا کہ برفانی طوفانوں کی وجہ سے سامان نہیں آیا۔ بحالیکہ اس موسم میں برفانی طوفان ایک غیر معمولی بات ہیں۔ ان حالات میں اگر خوراک کی قلت کے باعث اضطراب پیدا ہوا تو چنداں تعجب کی بات نہیں۔

زار روس کا اعلان لنڈن۔ ۱۷۔ مارچ۔ پیٹروگریڈ کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ زار روس تخت سے دست بردار ہو گیا ہے۔ اور اس نے روسی فوجوں کی کمان گرینڈ ڈیوک نکولس کے حوالہ کر دی ہے۔ اس نے تخت پر سے اپنے اور ولی عہد کے حقوق ہٹائے ہیں۔ اور یہ حق گرینڈ ڈیوک مائیکل کو دیدیا ہے۔

زار روس نے اپنے اعلان میں اس جنگ کے کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ ڈوما کی مرضی کے مطابق ملک کی بہتری کے لئے ضروری تھا۔ کہ تخت سے دست برداری اختیار کیجاتی۔ اعلان میں تمام باشندگان روس کی حب وطن سے اپیل کیگئی ہے۔ کہ پوری کوشش سے کام لیکر روس کو خوشحال اور اقبال مندی کے درجہ تک پہنچائیں۔

زار اور زارینہ بیگم محفوظ ہیں لنڈن ۲۱۔ مارچ۔ ایم ملیوکوف جدید وزیر خارجیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زار کی گرفتاری کی خبر بالکل غلط ہے اور ہز میجسٹی پسکوف میں ہیں۔ زارینہ بیگم بھی ترسکوسیلو میں محفوظ ہیں ایم ملیوکوف کا بیان ہے۔ کہ مسئلہ پیش نظر ایسی طاقت قائم کرنا ہے۔ جو فتح حاصل کرنے کے قابل ہو۔ سابق گورنمنٹ کا سب سے بڑا جرم ملک میں حد درجہ کی بدانتظامی پیدا کرنا تھا۔ جس کا جنگ کے نتائج پر خطرناک اثر پڑ سکتا تھا۔

شاہی نشان جلا دیئے گئے لنڈن ۱۷۔ مارچ۔ کل کی تاریخ کا پیٹروگریڈ کا ایک تار مظہر ہے کہ سہ پہر کو دو اور تین بجے کے درمیان چند آدمیوں نے سرکاری عمارات اور دوکانوں پر سے شاہی نشان اتارنے شروع کئے ان کا بڑا حصہ بازاروں میں رکھکر جلا دیا گیا باقی یخ کے اندر نہروں میں ڈالدیئے گئے۔

جدید روسی وزارت کی پالیسی لنڈن ۱۷۔ مارچ پیٹروگریڈ عارضی حکومت نے اہل روس کے نام ایک اعلان شائع کیا ہے جسکے دوران میں جدید وزارت کی پالیسی کا حسب ذیل لفظوں میں کیا گیا۔

ان لوگوں کو جو سیاسی یا مذہبی جرائم کے قصوروار ہیں۔ رہا کر دیا جائے۔ تقریر و تحریر کی عام آزادی ہو اور مختلف انجمنوں کی آزادی میں بھی کسی قسم کی خلل اندازی نہ کیجائے۔ اہلکاروں اور فوجوں کو بھی ان آزادیوں سے اس حد تک بہرہ ور ہونے کا موقع دیا جائے جس حد تک کہ فوجی حالات اجازت دیں۔ ہر قسم کی مذہبی مجلسی اور قومی پابندیاں دور کر دیجائیں فوراً ایک ایسی آئینی مجلس قائم کی جائے جسکی بنیاد عام حق رائے زنی پر ہو۔

عملی کارروائی سوائے انتہا پسندوں کے ہر شخص قیام امن کا خواہشمند ہے۔ ہر حصہ ملک میں میونسپلٹیاں ریلوے کے کارکنوں سپاہیوں اور کاشتکاروں کے متعلق باضابطہ انتظام کر رہی ہیں۔

زار کس طرح معزول کیا گیا لنڈن ۱۸۔ مارچ پیٹروگریڈ۔ زار روس کی تخت سے دست برداری کی جو کیفیت موصول ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آدھی رات کے وقت ایک وفد جنرل رسکی کی سرکردگی میں زار کے قصر پسکوف میں پہنچا اور اس نے تازہ ترین واقعات بیان کرنیکے بعد مشورہ دیا۔ کہ پیٹروگریڈ سے میدان جنگ کو فوجیں بھیجنا فضول ہے۔ کیونکہ ہر ایک سپاہی اس مقام میں پہنچکر انقلاب پسند ہو جاتا ہے۔

"زار نے پوچھا پھر تم کیا چاہتے ہو؟ آپ کی تخت سے دست برداری"

زار ایک لمحہ بھر کے لئے چپ خاموش رہا پھر کہنے لگا "میں اپنے بیٹے سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔ اس لئے اپنے بھائی کے حق میں -